ٹریڈ مارک اور کفن

مفتی وزیر احمد

جامعہ ضیائے مدینہ، ماہی والا، لیہ

عصرِ رواں تشہیر کا زمانہ ہے، عامۃ الناس اس امر میں مبتلا ہیں کہ جب تک اظہار کے تمام حربے اپنائے نہیں جائیں گے اتنے تک ارتقائی مراحل کو طے نہیں کیا جا سکتا، مال وزر سمیٹنے کے امر میں پسپائی کا شکار ہونے والوں کا یہ تصور ہے کہ عالمی سطح پر معیشت میں کامیابیاں سمیٹنے والوں کی مدار پبلسٹی ہے، اس لیے ہنوز ہمہ صنف مصنوعات اور نخودی پرزہ جات ٹریڈ مارک کی زد میں ہیں۔ کاروبار چمکنے کے بعد اصل رأس المال ٹریڈ مارک کو سمجھا جاتا ہے، مضبوط ٹرید مارک اور اشتہارات کو رزاق سمجھنے والے اپنے کاروبار کی نشانیوں کی اس حد تک حفاظت کرتے ہیں کہ قطع نظر جعل سازوں کے اگر کوئی سادہ سا انسان بھی لاعلمی میں کسی کے برانڈ کو اپنی مصنوعات پر ثبت کر لے تو پھر فقط معافی اور نقل سے دستبرداری سے اس کو رہائی نہیں ملتی تاوقتیکہ اس کو قانون کے کٹہرے میں نہ لایا جائے۔

اِدھر خریداروں کی فکر کا یہ عالم ہے کہ اگر مارکیٹ میں مطلوبہ اشیاء !برانڈ بشمول مبادیات ،،کی موالید سے بانجھ ہوں تو مال بیچنے والا خواہ جس قدر ریک سخیا ہو اس پر اعتماد نہیں کیا جاتا بلکہ کسٹمر کی نظروں کا ہدف ایسے کارٹن ہوتے ہیں جن پر مغربی صنعتکاروں کے لوگوز ہوں۔

المیہ یہ ہے کہ خالصتاً انسانی خدمات کا بیڑا اٹھانے والی بڑی قد آور اور تاریخ ساز ویلفیئر میں برانڈ اور ٹریڈ مارک کے عقاب نے اس طرح پنجے گاڑھ لئے ہیں کہ لاوارث انسانوں کی نعشوں کو وہاں سے جو کفن ملتا ہے اس پر فاؤنڈیشن کے بانی کی کفو اور ذات والا کے نام کی کفن پر جا بجا خط نسخ اور انگریزی میں جلی حروف کی ضربیں ہوتی ہیں۔ آنے والے ادوار میں اندیشہ یہ ہے کہ کہیں آفات زدگان اور غریب الوطن انسانوں کی لاشوں کو ملنے والا کفن فاؤنڈیشن کے بانی کی تھوتھنی کے نقش کی زد میں نہ آ جائے؟۔ **الأمـــــان، الحفیظ.**

حالانکہ صنعتکاروں کا اپنی مصنوعات پر مخصوص ''لوگوز''، ''ٹریڈ مارک'' اور ''برانڈ'' ثبت کرنے کے جو مقاصد ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی ''فاؤنڈیشن کی رائج تکفین میں نہیں۔ چنانچہ مندرجہ ذیل مفادات کی بنا پر موجدین اپنی تیار کردہ اشیاء پر جانوروں کی تصویر یا کسی اور چیز کو بطور ''ٹریڈ مارک'' اختیار کرتے ہیں۔

(۱) مارک،، مابہ الامتیاز کا کام دیتا ہے کیونکہ نشان امتیاز سے ایک کمپنی کا مال دوسری کمپنی سے غیر مخلوط

رہتا ہے۔

(۲) نقالوں سے بچنے کے لیے کمپنی اپنے کارخانہ کی مصنوعات کے لیے کوئی علامت مقرر کرتی ہے۔

(۳) خراب ہونے والا مال بعض کمپنیاں دوبارہ درست کر دیتی ہیں یا اس کا بدل دیتی ہیں تو واپس آنے والے مال پر کمپنی کا کوئی لوگو وغیرہ ہوگا تو واپس لے گی ورنہ نہیں۔

(۴) بیشتر مصنوعات کے حاشیہ پر کمپنی کا نام بایں طریق لکھا ہوا یا کندہ ہوتا ہے کہ اس سے اصل اشیاء کی منفعت فوت ہوتی ہے نہ اس کا ظاہر مسخ ہوتا ہے۔

کفن پر فاؤنڈیشن کا نام لکھنے میں مندرجات فوائد میں سے کوئی ایک بھی نہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ عہد نامہ کا کام بھی ویلفیئر کا نام نہیں دیتا، بلکہ بیسوں ویلفیئر زایسے ناموں پر ہیں جو مہملات اور بے معانی ہیں، ملک پاکستان میں سب سے بڑی دوایسی ٹرسٹ ہیں جن میں سے ایک کا معنی سُست، کاہل ہے اور دوسری فاؤنڈیشن کا معنی جسم پر سفید داغ، چھائیں، دھبا، مچھلیاں پکڑنے کی چھڑی اور زین کا تسمہ ہے۔ کفن پر بیسوں مقامات پر ایسے بے معنی الفاظ کا مکرر پرنٹ پارچہ کی اصل منفعت ختم کرنے کے مترادف ہے، گویا کہ میت کو ٹرسٹ کے اشتہار اور پینا فلیکس کی دبیز میں دفن کرنا ہے۔

البتہ ''ویلفیئر کے کالے، سفید کپڑوں میں کفنانے کے فاؤنڈیشن کو ذیلی فوائد یقیناً ہیں:

۱۔ ایسے کفن والے میت کو میڈیا اگر اٹھا کر ''بریکنگ نیوز'' کی زینت بنائے تو جہاں تک اس کی آواز پہنچے گی، وہاں تک کالے، سفید کفن کی مفت نمائش بھی ہوتی رہے گی، پھر فاؤنڈیشن کے سر پر نہ تھمنے والی بارش کی طرح کفن برسنا بھی شروع ہو جائیں گے۔

۲۔ جس انجیوز کا کفن میت کو پہنا کر ورثا کے سپرد کیا جاتا ہے، اگر ایسی نعش کیمرہ کی آنکھ سے محفوظ رہے تو پھر بھی مذکورہ کفن میں میت کی تکفین انسانی خدمات کا بیڑا اٹھانے والوں کے لئے سودمند ہے کیونکہ پسماندگان تو انجیوز کے مرہون منت اور وفادار رہیں گے۔

۳۔ حکومت کی باعتماد ویلفیئر کا کفن جس میت کو پہنایا جائے، اگر اس کے ورثا کسی دورافتادہ جگہ میں رہتے ہوں تو اس کے وہاں لے جانے میں ایمبولینس کے ڈرائیور کو سفر میں پیش آنے والی تلاشیوں کی صعوبت سے امان مل جاتی ہے، اگرچہ اب یہ نعمت بھی بعض ان ناہنجاروں کے مکروہ عمل سے مسلوب ہوگئی ہے جو لوگ بھاری اسلحہ اور بارود فاؤنڈیشن کی ایمبولینسوں اور ایسے کفنوں میں چھپا کر اہم تنصیبات اور بے قصور لوگوں کو نشانہ بنانے کے لئے لے جاتے رہے۔

علاوہ ازیں جن کی میز پر دنیائے دنی کے سبھی پروٹوکول اور اعزاز پڑے ہیں، وہ جب چاہیں اور جتنا چاہیں زندہ انسان یا فوت شدہ آدمی کی میت یا اس کی راکھ کو سرکاری پروٹوکول سے نوازنے کا نوازش

نامہ جاری کردیں، جولوگ اپنے مرنے والے کودارین کا بڑا آدمی سمجھتے ہیں،ان کے فوت ہونے والے کواگر کسی بھی قسم کا سرکاری طرف سے پروٹوکول نہ ملے تو وہ متنوع طرق سے احتجاج اور برہمی کا اظہار کرتے ہیں گویا کہ ان کی فکر کے مطابق رائج تکفین وتدفین سے بڑھ کرایک اورفریضہ متروک ہوگیا ہے،مگراس کی ادائیگی حکمرانوں کے قبضہ اورکنٹرول میں تھی اس لئے اس لغزش کا گناہ بھی انہیں کے کھاتا میں ڈالا جاتا ہے۔

ملکی پرچم میں تکفین کارواج تو خیر سے قدیمی ہے،ہنوز تیزی سے اس طرف رجحان بھی بڑھ رہا ہے کہ مرنے والا اگر کسی سیاسی پارٹی کا بہت خدمت گزاراوروفاداررکن تھاتو پارٹی کے ''جھنڈے'' میں اس کی تکفین کی جاتی ہے۔اللہ نہ کرے کہ سیاسی پارٹیوں کے راہنما اپنے مرنے والے وفاداررکنوں کی میت کواپنی جماعت کے علم کے علاوہ انتخابی نشانات کی نذرکرنے کا اعلان نہ کردیں،کیونکہ کہ بعضوں کے طغرائے امتیاز خونخوار جانور ہیں۔

حالانکہ فاؤنڈیشن کی جانب سے ملنے والا کفن اور رائج پروٹوکول ،اعزازات ان سب پروٹوکولز اورعزتوں کے مقابلہ میں ہیچ ہیں جوشرع نے ایک مسلمان انسان کوبخشے ہیں۔دین متین نے مسلمان انسان کی میت کوجو یہ عزت دی ہے کہ اسے غسل اپنے لوگ دیں،کفن کا کپڑا صاف،سفیداوراس نوعیت کا ہوجووہ اپنے روزگارحیات میں جمعۃ المبارک،عیدین اورولیموں میں زیب تن کرکے جایا کرتا تھا،میت اگرخاتون کی ہوتو پھراسے اس صنف کے کپڑوں میں کفن دیں جنہیں وہ پہن کرماں ،باپ کی زیارت کوجایا کرتی تھی،پھرمیت کواس پروٹوکول سے مقبرہ میں لے جائیں کہ اس کا تابوت چارآدمی کارثواب اورفریضہ سمجھ کراپنے دوشوں پراٹھا کرآرام سے چلیں اورباقی سب لوگ پیچھے رہیں،جہاں جہاں سے یہ قافلہ گزرے،سرے رہ بیٹھنے والے شاہ وگدا سب لوگ کھڑے ہوجائیں حتی کہ اس کی لحد تیارکرنے والے اوراس کی خدمت میں مصروف لوگ بھی جب اس میرقافلہ کودیکھیں تواس کے اکرام میں اٹھ کھڑے ہوں۔ دنیائے ہست وبود میں کسی بادشاہ کوبھی ایساپروٹوکول نہیں دیا گیا جوشرع نے اپنے متبع انسان کودیا ہے خواہ وہ ایک گداگراورگڈریا کیوں نہ ہو۔کہاں میت کوایک صندوق میں رکھ کرہیلی کاپٹرمیں سوارکرکے اس کے گھر سے اڑاکر،گھماتے ہوئے جنازہ گاہ اورقبرستان میں لے جانااورکہاں یہ اعلی مرتبت اعزازاورشرف کہ اشرف المخلوقات ،انسان کے کندھوں پرباری باری سوارہوکرجنازہ گاہ اورقبرستان تک پہنچنا۔

تجہیز،تکفین اورمیت کی نقل وحمل میں تجدداورافراط وتفریط کا شکارہونی والی اقوام کی فکرمیں نقالیء یورپ کی قوت بھی کارفرما ہے،ایسے افراد سے افسوس سے کہناپڑتا ہے کہ مغربی ترقی یافتگان کا خاندانی نظام فقدان کا شکارہوچکا ہے اورلادینیت کے باعث ان کے ہاں دائی خفتگان اورسوگوران کے لئے جامع اصول اوروسائل نہیں ہیں،ایسا کرناان کی تو مجبوری ہے،ہمارے ہاں کونسی مصیبت آن پڑی ہے کہ ہم ان کے نقش

☆اترك التردد في اتخاذ القرار وإياك والتذبذب في المواقف بل اجزم واعزم وتقدم.☆

قدم پر چلیں۔دینی اور مذہبی معاملات میں ان کی تقلید دینی احکامات کے مساوی یا اس سے بہتر نہیں بلکہ بئس البدل ہے۔

لباسِ اور کفن میں مماثلت۔

متوفی روزگار حیات میں عیدین،جمعۃ المبارک اور ولیمہ میں شریک ہونے کے لئے اور متوفیہ خاتون ماں،باپ کی زیارت کے لئے جس نوعیت کا کپڑا پہن کر جایا کرتے تھے،اسی صنف کے کپڑا میں ان کی تکفین کی جائے،یہاں تک کہ ایسے کپڑوں میں انہیں کفنانے میں راحت اور خوشی ہوگی،نیز مرد،زن،خنثیٰ مشکل،قریب البلوغ لڑکا اور لڑکی،غیر مراہق بچہ اور بچی ان سب کے کفن کے کپڑوں کی تعداد میں یہ ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے کہ وہ سب عادۃً جتنے کپڑے زیب تن کر کے گھر سے باہر نکلتے تھے اتنے کپڑوں میں انہیں کفنایا جائے۔ پارٹی کے پرچم اور فاؤنڈیشن کے طرف سے ملنے والے کفن جیسے کپڑوں میں وفات پانے والے نے عمر بھر ایک آدھ سوٹ بھی زیب تن نہیں کیا ہوتا۔اگر کوئی انسان پارٹی کا پرچم یا فاؤنڈیشن کے نام کا پرنٹ جس کپڑے پر جابجا اور مکمل طور ہوا سے زیب تن کر کے کسی محفل میں چلا جائے تو باعث عار اور انگشت نمائی ٹھہرے گا۔البتہ سیاسی جلسے یا دھرنے میں پارٹی کا پرچم شلوار اور قمیص کی صورت میں پہننا، پارٹی کے چیئرمینِ کی روح کی تسکین کا باعث تو ہوسکتا ہے مگر ایسے کپڑوں میں تکفین مدارِ نجات نہیں ۔تعجب کی بات ہے کہ''پارٹی اور فاؤنڈیشن کے بانیان بھی ایسے لباس کو زیب تن کرنا باعث عار و ننگ سمجھتے ہیں''تو پھر ہمیشہ کے لئے جو بے چارہ دنیا کو خیر باد کہہ چکا ہے ، اسکو ایسی چیزوں میں لپیٹ کر سپرد خاک کرنے سے کیا حاصل ہوتا ہے۔

علامہ کاسانی رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَاَمَّا صِفَةُ الْكَفَنِ فَالْاَفْضَلُ اَن يَّكُوْنَ التَّكْفِيْنُ بِالثِّيَابِ الْبِيْضِ سفید کپڑے میں کفنانا افضل ہے۔اور اس کا محل استدلال مندرجہ ذیل احادیث طیبہ ہیں:

(۱) حضر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَحَبُّ الثِّيَابِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اَلْبِيْضُ فَلْيَلْبَسْهَا اَحْيَائُكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ

''اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین کپڑا سفید ہے ،لہٰذا تمھارے زندہ (سفید کپڑا) پہنیں اور اسی میں تم اپنے فوت شدگان کو کفناؤ۔(بدائع الصنائع ؛۲/۳۰۶،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حَسِّنُوا اَكْفَانَ الْمَوْتٰى فَاِنَّهُمْ يَتَزَاوَرُوْنَ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَيَتَفَاخَرُوْنَ بِحُسْنِ اَكْفَانِهِمْ

تم موتٰی کو خوش نما(کپڑوں میں) کفن دو چونکہ وہ باہم زیارت کرتے ہیں اور اپنے خوبصورت کفنوں سے خوش ہوتے ہیں۔ (ایضاً)

علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: (قَوْلُهُ وَيَتَفَاخَرُوْنَ) اَلْمُرَادُبِهِ الْفَرَحُ وَالسُّرُوْرُ

کہ حدیث میں جو کلمہ "يَتَفَاخَرُوْنَ" ہے اس سے مراد فرح، سرور اور خوش ہونا ہے۔ (فتاویٰ شامی: ۱/۶۳۶، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَاوَلِيَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ مَيِّتًا فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ

جب تم میں سے کسی ایک کو اپنے فوت شدہ بھائی کا معاملہ سونپا جائے تو وہ اسے اچھا کفن دے۔ (بدائع الصنائع: ۲/۳۹، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَلْبِسُوْاهٰذِهِ الثِّيَابَ الْبِيْضَ فَاِنَّهَاخَيْرُثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوْافِيْهَامَوْتَاكُمْ"

تم اِس سفید کپڑے کو پہنو اور بیشک (سفید کپڑا) تمھارے لئے بہتر لباس ہے اور اسی میں تم اپنے فوت شدہ کو کفن دو۔ (ایضاً)

علامہ کاسانی رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَلِأَنَّ حَالَ مَابَعْدَالْمَوْتِ يُعْتَبَرُبِحَالِ حَيَاتِهِ...وَأَدْنٰى مَايُكَفَّنُ فِيْهِ فِيْ حَالَةِ الْاُخْتِيَارِثَوْبَانِ،اِزَارٌوَرِدَاءٌ...لِأَنَّ أَدْنٰى مَايَلْبَسُهُ الرَّجُلُ فِيْ حَالِ حَيَاتِهِ ثَوْبَانِ اَلَاتَرٰى أَنَّهُ يَجُوْزُلَهُ أَن يَّخْرُجَ فِيْهِمَاوَيُصَلِّيَ فِيْهِمَامِنْ غَيْرِكَرَاهَةٍ فَكَذَايَجُوْزُأَن يُّكَفَّنَ فِيْهِمَااَيْضاًوَيُكْرَهُ أَن يُّكَفَّنَ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍلِأَنَّ فِيْ حَالَةِ الْحَيَاةِ تَجُوْزُصَلَاتُهُ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍمَعَ الْكَرَاهَةِ فَكَذَابَعْدَالْمَوْتِ يُكْرَهُ أَن يُّكَفَّنَ فِيْهِ اِلَّاعِنْدَالضَّرُوْرَةِبِأَنْ كَانَ لَايُوْجَدُغَيْرُهُ وَالْغُلَامُ الْمُرَاهِقُ كَالرَّجُلِ يُكَفَّنُ فِيْمَايُكَفَّنُ فِيْهِ الرَّجُلُ لِأَنَّ الْمُرَاهِقَ فِيْ حَالِ حَيَاتِهِ يَخْرُجُ فِيْمَايَخْرُجُ فِيْهِ الْبَالِغُ عَادَةً فَكَذَايُكَفَّنُ فِيْمَايُكَفَّنُ فِيْهِ وَاِنْ كَانَ صَبِيًّالَمْ يُرَاهِقْ فَاِنْ كَانَ فِيْ خِرْقَتَيْنِ اِزَارٌوَرِدَاءٌ فَحَسَنٌ ،وَاِنْ كَانَ فِيْ

إِزَارٍ وَاحِدٍ جَازَ لِأَنَّ فِي حَالِ حَيَاتِهِ كَانَ يَجُوزُ الْإِقْتِصَارُ عَلَى ثَوْبٍ وَاحِدٍ فِي حَقِّهِ فَكَذَا بَعْدَ الْمَوْتِ، لِأَنَّ الْمَرْأَةَ فِي حَالِ حَيَاتِهَا تَخْرُجُ فِي خَمْسَةِ أَثْوَابٍ عَادَةً دِرْعٌ وَخِمَارٌ وَإِزَارٌ وَمُلَاءَةٌ وَنِقَابٌ فَكَذَلِكَ بَعْدَ الْمَوْتِ تُكَفَّنُ فِي خَمْسَةِ أَثْوَابٍ...وَأَدْنٰى مَا تُكَفَّنُ فِيهَا الْمَرْأَةُ ثَلَاثَةُ أَثْوَابٍ إِزَارٌ وَرِدَاءٌ وَخِمَارٌ لِأَنَّ مَعْنَى السِّتْرِ فِي حَالَةِ الْحَيَاةِ يَحْصُلُ بِثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ حَتّٰى يَجُوزَ لَهَا أَنْ تُصَلِّيَ فِيهَا وَتَخْرُجَ فَكَذَلِكَ بَعْدَ الْمَوْتِ وَيُكْرَهُ أَنْ تُكَفَّنَ الْمَرْأَةُ فِي ثَوْبَيْنِ

مابعدالموت کا حال (کفن کے سلسلہ میں) انسان کی زندگی کے حال پر قیاس کیا جائے گا۔۔۔حالتِ اختیار میں مرد کی تکفین کم ازکم دو کپڑے، ازار اور لفافہ میں کی جائے گی۔۔۔کیونکہ مرد حالتِ حیات میں کم ازکم دو کپڑے زیب تن کرتا ہے اس کی واضح دلیل یہ ہے "مرد کو دو کپڑے پہن کر نماز ادا کرنا بلا کراہت درست ہے" تو دو کپڑوں میں اسے کفنانا بھی صحیح ہے۔ایک کپڑا میں (بلاعذر) مرد کو کفن دینا مکروہ ہے۔کیونکہ حالتِ حیات میں مرد کو ایک کپڑا پہن کر نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔قریب البلوغ لڑکے کو مرد کی مثل (تین کپڑوں میں) کفن دیا جائے۔کیونکہ مراہق حالتِ حیات میں اتنے کپڑے زیب تن کرتا تھا جتنے عادۃً مرد پہن کر نکلتا ہے، لہذا مراہق کو کفن بھی اتنا دینا چاہئے جتنا مرد کو دیا جاتا ہے۔اگر بچہ غیر مراہق ہو ہو (تو اس کے کفن میں اگر دو کپڑے یعنی) ازار اور لفافہ ہو تو خوب! ورنہ تنہا ازار میں اس کی تکفین جائز ہے۔کیونکہ بچہ کی زندگی میں ایک کپڑے پر اقتصار جائز سمجھا جاتا ہے تو مابعدالموت بھی ایک پر جواز ہے (میت اگر خاتون کی ہو تو اسے پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے) کیونکہ عورت اپنے جینے کی ایام میں عادۃً پانچ کپڑوں میں نکلتی ہے ا۔قمیص ۲۔اوڑھنی ۳۔ازار ۴۔تہ بند۔۵۔نقاب۔تو ایسے ہی موت کے بعد اسے پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے۔۔۔اور عورت کے کفن کی ادنی (تعداد) تین کپڑے ہیں۔ا۔ازار۔۲۔ردا۔۳۔اوڑھنی۔کیونکہ خاتون کو حالت حیات میں تین کپڑوں سے پردہ حاصل ہو جاتا ہے، حتی کہ اسے تین کپڑوں میں نماز ادا کرنا بھی صحیح ہے اور تین کپڑوں میں وہ باہر نکلتی ہے تو ایسے ہی موت کے بعد اسے (تین کپڑوں میں کفن دینا جائز ہے) اور دو کپڑوں میں عورت کی تکفین مکروہ ہے۔(بدائع الصنائع ۲/۳۹؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ مُبَارَكٍ: أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يُكَفَّنَ فِي ثِيَابِهِ الَّتِي كَانَ يُصَلِّي فِيهَا...وَفِي الظَّهِيرِيَّةِ: وَيُكَفَّنُ الْمَيِّتُ كَفَنَ مِثْلِهِ وَتَفْسِيرُهُ أَنْ يُنْظَرَ إِلَى ثِيَابِهِ فِي حَالِ حَيَاتِهِ لِخُرُوجِ الْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ فَذَلِكَ

كَفَنُ مِثْلِهِ وَتَحْسُنُ الْاَكْفَانُ لِلْحَدِيْثِ"حَسِّنُوْا اَكْفَانَ الْمَوْتٰى لِاَنَّهُمْ يَتَزَاوَرُوْنَ فِيْمَابَيْنَهُمْ وَيَتَفَاخَرُوْنَ بِحُسْنِ أَكْفَانِهِمْ"

ابن مبارک رحمہ اللہ کا قول ہے"میرے نزدیک اس طرح کے کپڑوں میں کفن دینامحبوب تر ہے جن میں مرنے والانماز پڑھتاتھا"اورظہیر یہ میں ہے"میت کوکفنِ مثلی دیاجائے"(کفنی مثلی کی)تفسیر یہ ہے"فوت ہونے والاآدمی جمعۃ المبارک اورعیدوں کی ادائیگی کے لئے اپنی حیات میں(جس صنف کا) کپڑازیب تن کر کے جاتا تھا،پس وہ اس کا کفن مثلی ہے۔اوراس حدیث کی وجہ سے میت کوکفن اچھادیناچاہیے"تم موتی کوخوش نماکفن دوکیونکہ وہ باہم زیارت کرتے ہیں اوراپنے عمدہ کفنوں سے خوش ہوتے ہیں اورراحت پاتے ہیں۔

(بحرالرائق:۲/۳۰۸،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ نظام الدین رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَيُكَفَّنُ بِكَفَنِ مِثْلِهِ وَهُوَاَنْ يُنْظَرَاِلٰى مِثْلِ ثِيَابِهٖ فِى الْحَيَاةِ لِخُرُوْجِ الْعِيْدَيْنِ وَفِى الْمَرْاَةِ يُنْظَرُ اِلٰى مَا تَلْبَسُ اِذَا خَرَجَتْ اِلٰى زِيَارَةِ اَبَوَيْهَا. ...وَاَحَبُّ الْاَكْفَانِ الثِّيَابُ الْبِيْضُ . هٰكَذَا فِى النِّهَايَةِ وَالْخَلَقُ وَالْجَدِيْدُ فِى التَّكْفِيْنِ سَوَاءٌ. كَذَا فِى الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ

میت کوکفن مثلی دیا جائے مرد اپنی حیات میں عیدالفطر اورعیدالاضحٰی کے موقع پر جولباس زیب تن کر کے نکلتا تھا اورعورت اپنے ماں باپ سے ملنے کے لیے جو کپڑا پہن کر جاتی تھی اس کپڑا کی مثل میں میت کوکفن دیناکفن مثلی کہلاتا ہے۔ محبوب ترین کفن سفید کپڑا ہے پرانے اور نئے دونوں کپڑوں میں تکفین یکساں ہے ۔(فتاویٰ ہندیہ:۱/۱۶۱،داراحیاءالتراث العربی بیروت لبنان)

علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

. فِىْ وَاقِعَاتِ النَّاطفى اِذَا اَوْ صٰى بِاَنْ يُكَفَّنَ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ اَوْ بِعَشَرَةِ اٰلَافِ دِرْهَمٍ فَاِنَّهٗ يُكَفَّنُ بِكَفَنٍ وَسَطٍ لَيْسَ فِيْهِ سَرَفٌ وَلَا تَقْتِيْرٌ وَلَا تَضْيِيْقٌ . وَقَالَ فِىْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ يُكَفَّنُ بِكَفَنِ الْمِثْلِ وَكَفَنُ الْمِثْلِ اَنْ يُنْظَرَ اِلٰى ثِيَابِهٖ حَالَ حَيَاتِهٖ لِخُرُوْجِ الْجُمُعَةِ وَالْعِيْدَيْنِ اَوِ الْوَلِيْمَةِ . كَذَا فِى التَّاتَارْخَانِيَّةِ

واقعات ناطقی میں ہے اگرمتوفی نے یہ وصیت کی تھی کہ اسے ہزار دینار یا دس ہزار درہم کی مالیت کا کفن دیا جائے ،تو اسے اوسط درجہ کے کپڑے کفن دیا جائے جس میں اسراف،کمی اورتنگی نہ ہو۔دوسرے مقام میں ہے کفن مثلی دیا جائے گا اورکفن مثلی کی(تعریف کچھ یوں ہے)کہ مرنے والاعیدین ،جمعہ کی ادائیگی کے لیے یا ولیمہ میں شریک ہونے کے لیے اپنی حیات میں(جس ،صنف کا پارچہ)استعمال کرتا تھا اسی نوعیت کے کپڑا میں اسے کفنایا جائے۔(بحرالرائق:۹/۳۰۰،مکتبہ رشیدیہ)

☆الابذكر الله تطمئن القلوب وتحط الذنوب وبه يرضى علام الغيوب وبه تفرج الكروب.☆

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(قَوْلُهُ: وَيُحَسَّنُ الْكَفَنُ) بِأَن يُكَفَّنَ بِكَفَنِ مِثْلِهِ. وَهُوَ أَن يُنْظَرَ إِلَى ثِيَابِهِ فِي حَيَاتِهِ لِلْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ .وَفِي الْمَرْأَةِ مَا تَلْبَسُهُ لِزِيَارَةِ أَبَوَيْهَا كَذَا فِي الْمِعْرَاجِ فَقَوْلُ الْحَدَّادِيِّ وَتُكْرَهُ الْمُغَالَاةُ فِي الْكَفَنِ يَعْنِي زِيَادَةً عَلَى كَفَنِ الْمِثْلِ نَهْرٌ (قَوْلُهُ لِحَدِيثِ الخ) وَفِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ" وَرَوَى أَبُودَاوُدَ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَغَالُوْا فِي الْكَفَنِ فَإِنَّهُ يُسْلَبُ سَلْبًا سَرِيعًا وَجَمَعَ بَيْنَ الْحَدِيثَيْنِ بِأَنَّ الْمُرَادَ بِتَحْسِينِهِ بَيَاضُهُ وَنَضَافَتُهُ لَاكَوْنُهُ ثَمِينًا حَلْيَةً

مصنف کے قول ''ويحسن الكفن'' یعنی میت کوخوشنما کفن دیا جائے سے مراد یہ ہے کہ اسے کفن مثلی دیا جائے یعنی متوفی مرد جو کپڑا اپنی زندگی میں جمعہ اور عیدین کی ادائیگی کے لیے زیب تن کرتا تھا اور متوفیہ خاتون اپنے والدین کی زیارت کے لیے (جس صنف کا) کپڑا پہن کر جاتی تھی۔ اور کفن میں غلو مکروہ ہے یعنی کفن مثلی سے (زاید دام اور درجہ) کے کپڑے میں (میت کو کفنا) نا اور کفن اچھا ہونے کا امر) اس حدیث سے ثابت ہے جو صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے اسے تو اچھا کفن پہنائے۔اور ابوداؤد میں یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''کفن میں غلو نہ کرو کیونکہ وہ سرعت سے سلب کرلیا جاتا ہے۔ہر دو احادیث کے مابین (تطبیق اور توفیق) یوں ہے کہ ''تحسین کفن'' سے مراد اس کا سفید اور صاف ستھرا ہونا ہے، نہ کہ اس کا بہت قیمتی اور مرصع ہونا۔ (فتاویٰ شامی:۱/۶۳۶،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

پارٹی کے جھنڈے اور ٹرسٹ کی طرف سے ملنے والے کالے سفید کپڑے میں تکفین کی بجائے،اگر تابوتِ میت جھنڈے اور ویلفیر کے نام کے پینٹ شدہ کپڑے میں لپیٹ دیا جائے یا فقط صندوق پر ڈال دیا جائے اور میت کی تکفین اس معیار کے کپڑے میں کی جائے جس کا تقاضاء شرعی ہے،پھر لحد میں اتارتے وقت تابوت سے ان کپڑوں کو واپس اتارلیا جائے تو پارٹی کے چئیر مین،کارکنان اور بانیٔ ویلفیر کی خدمات کو سراہا بھی جائے گا اور ورثا سمیت جنازہ میں شریک ہونے والے بھی اس سعی کے معترف رہیں گی اور کیمرہ مینوں کے ہاتھ اگر تابوت لگ گیا تو پھر سونے پہ سوہاگا ہوگا۔

حاصلِ بحث:

علامہ کاسانی رحمہ اللہ مذکرہ بحث کا نتیجہ لکھتے ہیں:

:وَالْحَاصِلُ أَنَّ مَا يَجُوزُ لِكُلِّ جِنْسٍ أَن يَلْبَسَهُ فِي حَيَاتِهِ يَجُوزُ أَن يُكَفَّنَ فِيهِ بَعْدَمَوْتِهِ حَتّٰى يُكْرَهَ

☆الاتعلم ان فی الناس من فقد عقله اوصحته اوهو محبوس او مسلول اومبتلی .☆

اَن يُّكَفَّنَ الرَّجُلُ فِى الْحَرِيْرِ وَالْمُعَصْفَرِ وَالْمُزَعْفَرِ وَلَا يُكْرَهُ لِلنِّسَاءِ ذَلِكَ اِعْتِبَارًا بِاللِّبَاسِ فِىْ حَالِ الْحَيَاةِ

''انسان کے لئے جس قسم کالباس اپنی زندگی میں جائز تھا،بعدازوفات اس میں اس کی تکفین بھی جائز ہے،حتیٰ کہ مرد کی میت کوریشم،کسم اورزعفران سے رنگے ہوئے کپڑا میں کفن دینا مکروہ ہے اورعورت کے لئے مکروہ نہیں حالتِ حیات کے لباس کا اعتبار کرتے ہوئے۔''(بدائع الصنائع:۲/۳۹،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(الانتباہ)

متقدمین اورمتاخرین فقہانے خواتین کے کفنِ مثلی کی جو تعریف کی ہے اس سے اُن کے ادواراورعصرِ رواں کی خواتین کی محافل اورملبوسات میں واضح تضادملتا ہے اگرچہ بعض مستثنیات بھی ہیں۔'' خواتین کے کفن مثلی سے متعلق انہوں نے یہ لکھا ہے کہ میت اگرعورت کی ہوتو اسے اس درجہ کے کپڑا میں کفنایا جائے جس درجہ کا کپڑا وہ پہن کر والدین سے ملنے جایا کرتی تھی''اس سے معلوم ہوتا ہے ان کے زمانہ میں خواتین اپنی حیات کے ایام میں والدین کی زیارت و ملاقات کے لیے نیا یا صاف ستھرا لباس زیب تن کر کے جایا کرتی تھیں اوران کے ہاں گھر سے باہر ترجیحی مقام فقط ماں ،باپ کی زیارت تھی ،اس کے علاوہ باہر جانے کے لئے کوئی خاص لباس زیب تن کر کے جانے کی انہیں عادت نہیں تھی ،نیز فقہا نے مرد کے کفن مثلی میں یہ ذکر کیا ہے کہ مردعیدین ،جمعۃ المبارک کی ادائیگی اور ولیمہ میں شریک ہونے کے لیے جس معیار کا پارچہ زیب تن کر کے جایا کرتا تھا اس طرح کا اسے کفن دیا جائے۔چاہیئے یہ تھا کہ خواتین کے کفن مثلی میں ذکر کرتے''کہ خاتون کے لیے کفن مثلی یہ ہے کہ جس صنف کا کپڑا پہن کر وہ جمعۃ المبارک ،عیدین کی ادائیگی اور ولیموں میں جاتی تھی اسطرح کے کپڑے میں اس کی تکفین ہو'' مگرنہیں کیوں؟ سیاق کلام سے نیم روز کی طرح یہ بات واضح ہے کہ ان کے زمانہ میں خواتین جمعۃ المبارک اورعیدین کی ادائیگی کے لئے نہیں جاتی تھیں،نیز بالعموم ولیموں میں شریک نہیں ہوا کرتی تھیں،ورنہ خواتین کے کفن مثلی کولباس عیدین ،جمعہ اورولیمہ سے جوڑتے۔

نیز خواتین کے کفن کی تعداد میں فقہانے پانچ کپڑوں میں کفن دینے کی ایک وجہ یہ بیان کی ہے ''کہ عورت عادۃً پانچ کپڑوں میں گھر سے باہر نکلتی ہے اس لئے اسے اتنے کپڑوں میں کفن دیا جائے''عہدِ رواں کی وہ خواتین جو محض دوکوتاہ کپڑوں میں زندگی بسر کرنے کی کوتاہی کرتی ہیں،انکی میت اس امرمیں زمانہ ءِ فقہا کی باحیااورباحجاب خواتین کی مرہون منت ہے۔معاذاللہ !اگردورِ حاضر کی زنانِ مخلات کےلباس کومرنے والی خاتون کےلباس کا میزان قراردیا جاتا تو پھر''صلوٰۃ علی القبر'' کے سوانماز جنازہ کے جواز کی ان کے لئے اور کوئی صورت پیدا نہ ہوتی۔

☆عش مع القرآن حفظا وتلاوة وسماعا وتدبرا فانه من اعظم العلاج لطرد الحزن والهم ☆

فاؤنڈیشن سے کفن لینے کا جواز کس وقت ہے؟

المیہ یہ ہے کہ جس طرح شہروں میں ''میک اپ خانے'' کھلے ہوئے ہیں، آرائش اور تراش وخراش کے تمام اوزار گھروں میں خواتین کو میسر ہونے کے باوجود اکثریتی طور زنان بے عنان بیوٹی پالروں کو حسن کی ھٹی سمجھتے ہوئے وہاں جانا ضروری خیال کرتی ہیں، علی ھذا القیاس بڑے شہروں میں جو مردہ خانے کھلے ہوئے ہیں، ان میں ایسے لوگوں کی میت کو غسل اور کفن دلوانے کا رواج تیزی سے بڑھ رہا ہے جن کے، گھر، صحن، غسل خانے، اور بہت ساری زمین خالی پڑی ہوتی ہیں، اور ہر ورائٹی کا کپڑا اور مال وزر متنوع متاع کی صورت میں پڑا ہوتا ہے، پھر کونسی مصیبت آن پڑی کہ ان سب اشیاء سے ایک گھر کے مرنے والے مالک کو یکسر محروم کر دیا جاتا ہے۔

مرنے والے آدمی کو زندگی بھر گھر میں غسل کرنے کی سہولت تھی کسی قسم کی رکاوٹ نہیں تھی، کئی سال بستر علالت پر پڑے رہنے والے اور مختلف معذوریوں میں مبتلا شخص کو گھر کے افراد نہلانا کار ثواب سمجھتے تھے، موسم جب بھی کروٹ بدلتا، لباس بھی ساتھ بدل جاتا، ہر فنکشن کے مطابق گھر سے لباس مل جاتا، کئی طرح کی سلائیوں میں سلا ہوا کپڑا اماں اپنے چاند کو روزانہ بیسوں مرتبہ پہنانے سے نہیں تھکتی تھی اور مریض آدمی کے بھی روزانہ ایک آدھ مرتبہ کپڑے چینج کرانا کوئی بڑی زحمت شمار نہیں کی جاتی تھی، مگر مرنے کے بعد اقارب کا اپنے گھر کے آنگن میں میت پر ایک آدھ پانی کا ٹب ڈالنا، سلائی کے تکلف سے پاک اور سیدھی سیدھی دو چادریں اور آستین وجیب کے بغیر قمیص میت کے نیچے بچھانا اور پھر ان میں اسے اوڑھنا کتنا کوہ گراں ہے جس کے نیچے دب کر مرنے اور کچلنے کا خوف ستاتا ہے' اگر فوت ہونے والے آدمی کے لئے گھر میں نہلانے کے لئے پانی اور جگہ نہیں اور نہ کوئی اپنا اسے غسل دینا لائق سمجھتا ہے، اس کے ترکہ سے کم قیمت اتنا کپڑا ابھی میسر نہیں جس سے اس کی نعش کو ڈھانپا جائے۔ تو ان سب اشیاء سے محروم ہونے والے کو جب فاؤنڈیشن کی مُردوں کے لئے کھلی ہوئی ھٹی پر بھجا جاتا ہے تو پھر ورثا اس کے ایصال ثواب کے لئے دیگیں، اس کی قبر پر ٹائلیں اور پھول کس منہ سے ڈالتے ہیں۔ حالانکہ یہ تمام سہولیات لاوارث لاشوں کے لئے تھیں، جنہیں سب کچھ گھر میں میسر تھا ان کے لئے تو نہیں، تجہیز وتکفین کے ذمہ داران کی شرع نے جو ترتیب وضع کی ہے اس میں بھی ''ویلفیئر'' کہیں پانچویں نمبر پر ہے جس سے پہلے نمبر پر لایا جا رہا ہے، چنانچہ اس کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ کیجئے۔ علامہ نظام

☆مامضی فات وما ذھب مات فلا تفکر فیما مضی فقد ذھب وانقضی۔☆

الدین رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَالْکَفَنُ مِن مَّالِہٖ اِنْ کَانَ لَہٗ مَالٌ وَ یَقْدُمُ عَلیٰ الدَّیْنِ وَالْوَصِیَّۃِ ....وَمَن لَّمْ یَکُن لَّہٗ مَالٌ فَالْکَفَنُ عَلٰی مَنْ تَجِبُ عَلَیْہِ النَّفَقَۃُ اِلَّا الزَّوْجَ فِیْ قَوْلِ مُحَمَّدٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلٰی قَوْلِ اَبِیْ یُوْسُفَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَجِبُ الْکَفَنُ عَلَی الزَّوْجِ وَاِنْ تَرَکَتْ مَالًا وَ عَلَیْہِ الْفَتْوٰی. ھٰکَذَا فِیْ فَتَاوٰی قَاضِیْ خَان

متوفی کا اگر مال ہے تو اس کے مال سے کفن دیا جائے گا اور وہ وصیت اور دین پر بھی مقدم ہوگا، جس میت نے مال نہ چھوڑا ہو تو پھر اس کا کفن اس آدمی پر واجب ہوگا جس پر نفقہ ضروری تھا، سوائے زوجہ کے امام محمد رحمہ اللہ کے قول کے مطابق اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ متوفیہ بیوی کا کفن خاوند پر ہے اگرچہ اس نے مال بھی چھوڑا ہو اور مفتیٰ بہ یہی ہے، جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔

موصوف لکھتے ہیں:

وَاِن لَّمْ یَکُن لَّہٗ مَنْ تَجِبُ عَلَیْہِ نَفَقَتُہٗ فَکَفَنُہٗ فِیْ بَیْتِ الْمَالِ فَاِن لَّمْ یَکُنْ فَعَلَی الْمُسْلِمِیْنَ تَکْفِیْنُہٗ فَاِنْ عَجِزَوَسَأَلُو النَّاسَ کَذَافِی الذَّاھِدِیْ وَفِی الْعَتَابِیَّۃ وَاِن لَّمْ یُوْجَدْذٰلِکَ غُسِلَ وَجُعِلَ عَلَیْہِ الْاِذْخِرُوَدُفِنَ وَیُصَلّٰی عَلٰی قَبْرِہٖ کَذَافِی التَّتَارْخَانِیَّۃ

جس شخص پر نفقہ واجب تھا اگر وہ نہ ہو تو پھر میت کا کفن بیت المال سے ہوگا، بیت المال بھی اگر نہ تو مسلمانوں پر ہوگا، اگر مسلمان اس سے عاجز ہوں تو لوگوں سے سوال کیا جائے، مانگنے سے بھی میسر نہ ہو تو میت کو غسل دے کر اس پر گھاس ڈالا جائے اور قبر پر نماز پڑھی جائے۔ (فتاویٰ ہندیہ: ۱/۱۶۱، داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان)

حادثات میں بکھرنے والے اعضاءِ انسانی کی تکفین، وتدفین؟

سفری، تربیتی طیارے اور ہیلی کاپٹر بوجوہ گر کر تباہ ہونے کے واقعات شنوائی میں آتے ہیں، شہر اور گاؤں والے لوگوں کی خوش قسمتی یا پائلٹ کی ہمدردری کہ گرنے والے جہاز پہاڑوں اور ویرانوں میں گرتے ہیں، عمومی طور طیارے کے انحطاطی عمل کے ساتھ ہی مسافروں کے اعضاز مین پر واقع ہونا شروع ہو جاتے ہیں، بعض اوقات تو تین چار مربع میل میں انسانی اعضا ملبہ سمیت غیر مستوی میدانوں، سنگلاخ چٹانوں اور کھائیوں میں بکھر جاتے ہیں، امدادی ٹیموں کی رسد سے اگرچہ بیشتر اجزا محفوظ کر لئے جاتے

ہیں مگر کسی رکاوٹ کے باعث نہ ملنے والے انسانی بعض حصے بعد میں مقامی لوگوں کو ملتے اور نظر آتے ہیں، جن کی تلفیف اور تدفین کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔اس کے متماثل اور واقعات بھی شنید میں آتے ہیں جیسا کہ رواں سن کے دوسرے ماہ کے میانی عشرہ کے اختتمام کے قریب ''سندھ'' میں واقع درگاہ سیہون شریف پر دھمال کے وقت ایک خودکش بمبار کے مکروہ عمل سے اُسی جانیں لقمہ ءاجل بنیں، ہلاک ہونے والوں کی تکفین اور تدفین کے بعدان کے رہ جانے والے اعضا کچرا کے ڈھیر میں واقع ہونے کی خبر جب نشر ہوئی تو وزیراعلیٰ سندھ کوانسانی اعضا کے تقدس وحرمت کی پائمالی کا علم ہوااور وہاں پر تعینات خام کاروں پر اظہار برہمی کرتے ہوئے اس خبر کا خامنا کیا، واللہ اعلم ،کہ ملبہ سے ملنے والے اعضا پھر وہاں سے کہاں پہنچائے گئے؟علی ھذاالقیاس ایکسیڈنٹ اور کسی مرض کے باعث ہسپتالوں میں کٹے جانے والے اعضا یا میڈیکل کے تجربات سے گزرنے والی نعشوں کے باقی ماندہ اجزا اگر ہسپتالوں کے کچرا کے ڈھیر میں پھینک دئے جائیں تو اقدارِ اعضاءِ انسانی کی خلاف ورزی ہوگی۔

حالانکہ اس کے برعکس حکم یہ ہے: انسانی اعضاء میں سے کوئی عضو یا اس کا نصف دھڑ لمبائی میں یا عرض میں سر کے بغیر ملے تو اسے ایک کپڑا میں لپیٹ کر دفن کیا جائے۔

علامہ کاسانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَالسَّقطُ يُلَفُّ فِيْ خِرْقَةٍ،لِأَنَّهُ لَيْسَ لَهُ حُرْمَةٌ كَامِلَةٌ،وَلأَنَّ الشَّرْعَ إِنَّمَاوَرَدَبِتَكْفِيْنِ الْمَيِّتِ، وَاِسْمُ الْمَيِّتِ لَايُنْطَلَقُ عَلَيْهِ كَمَالَايُنْطَلَقُ عَلٰى بَعْضِ الْمَيِّتِ،وَكَذَامَنْ وَلَدَمِيِّتًاأَوْوُجِدَطَرْفٌ مِنْ أَطْرَافِ الْإِنْسَانِ أَوْنِصْفُهُ مَشْقُوْقًاطُوْلًاأَوْنِصْفُهُ مَقْطُوْعًاعَرْضًا،لٰكِنْ لَيْسَ مَعَهُ الرَّأْسُ

ادھورے بچہ کوایک پارچہ میں لپیٹ (کردفن کیا) جائے چونکہ اس کے لئے حرمت کامل نہیں اوراس کی دلیل یہ ہے کہ شرع ، میں میت کو کفن دینے کا حکم وارد ہوا ہے اور (ناتمام بچہ) پراس کا اطلاق نہیں آتا جیسا کہ انسان کے بعض (اجزا) پر میت کا اطلاق نہیں کیا جاتا (پارچہ ءواحد میں لپیٹنے کا حکم) اس بچہ کے لئے بھی ہے جومردہ جنم لے یا انسانی اعضاء میں سے کوئی عضو یا اس کا نصف دھڑ لمبائی میں یا عرض میں سر کے بغیر ملا (تو اسے ایک کپڑا میں لپیٹ کر دفن کیا جائے) (بدائع الصنائع:۳۹/۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَفِي الْمُجْتَبٰى الْمَكْفُوْنُوْنَ اِثْنَاعَشَرَ:اَلرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ وَقَدْتَقَدَّمَا،وَالثَّالِثُ الْمُرَاهِقُ الْمُشْتَهِيْ وَهُوَكَالْبَالِغِ،وَالرَّابِعُ الْمُرَاهِقَةُ الَّتِيْ تَشْتَهِيْ وَهِيَ كَالْمَرْأَةِ،وَالْخَامِسُ الصَّبِيُّ الَّذِيْ لَمْ يُرَاهِقْ

فَيُكَفَّنُ فِيْ خِرْقَتَيْنِ إِزَارٌ وَرِدَاءٌ وَإِنْ كُفِّنَ فِيْ وَاحِدٍ أَجْزَأَ وَالسَّادِسُ الصَّبِيَّةُ الَّتِيْ لَمْ تُرَاهِقْ فَعَنْ مُحَمَّدٍ كَفَنُهَا ثَلَاثَةٌ وَهٰذَا أَكْثَرُ، وَالسَّابِعُ السِّقْطُ فَيُلَفُّ وَلَا يُكَفَّنُ كَالْعُضْوِ مِنَ الْمَيِّتِ وَالثَّامِنُ الْخُنْثٰى الْمُشْكِلُ فَيُكَفَّنُ كَتَكْفِيْنِ الْجَارِيَةِ وَيُنْعَشُ وَيُسَجّٰى قَبْرُهُ، وَالتَّاسِعُ الشَّهِيْدُ وَسَيَأْتِيْ وَالْعَاشِرُ الْمُحْرِمُ وَهُوَ كَالْحَلَالِ عِنْدَنَا وَالْحَادِيْ عَشَرَ الْمَنْبُوْشُ الطَّرِيُّ فَيُكَفَّنُ كَالَّذِيْ لَمْ يُدْفَنْ وَالثَّانِيْ عَشَرَ الْمَنْبُوْشُ الْمُتَفَسِّخُ فَيُكَفَّنُ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ

اور مجتبیٰ میں ہے ''جنہیں کفن دیا جاتا ہے انکی کل تعداد بارہ ہے''۔۱۔۲۔مردوزن جن کا ذکر ماقبل میں کیا گیا ہے۔۳۔مراہق مشتہی ،وہ کفن کے مسئلہ میں بالغ مرد کی مثل ہے۔۴۔مراہقہ مشتہیہ،زن بالغہ کی طرح ہے۔۵۔غیر مراہق بچہ اسے دو کپڑوں میں کفن دیا جائے یعنی ازار اور رداء ،اگر ایک کپڑے میں کفن دیا جائے تو بھی جائز۔۶۔غیر مراہقہ بچی،اس کے کفن سے متعلق امام محمد رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ اسے سہ پارچہ میں کفنایا جائے اور تین کپڑے کفن اکثر ہے۔۷۔ادھورا بچہ(کو ایک کپڑا میں)لپیٹا جائے اور اسے کفن نہیں دیا جائے گا جیسا کہ میت کا عضو(ایک کپڑا میں لپیٹ کر دفن کیا جاتا ہے)۔۸۔ایسا ہیجڑا جس میں مردوزن کی علامات نہ ہوں اس کی مثلِ جاریہ(پانچ کپڑوں میں) تکفین ہوگی اوراس کی میت کو تابوت میں رکھ کر اوپر چادر ڈال دی جائے۔۹۔شہید(اس کی تکفین کا مسئلہ)عنقریب ذکر کیا جائے گا۔۱۰۔حالت احرام میں فوت ہونے والے کی تکفین ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک مثل حلالی کے ہے۔۱۱۔(سیلاب یا مٹی اٹھانے کے باعث،پوسٹ مارٹم کے لئے،مقبرہ کی اراضی غیر کی تھی،کسی اور باعث) صحیح ،سالم میت قبر سے باہر نکالی گئی (اوراس پر کفن نہیں رہا) تو اسے غیر مدفون میت کی مثل کفن دیا جائے گا۔۱۲۔ایسی میت قبر سے باہر نکالی گئی جو نذرِ فسخ ہو چکی تھی تو اسے فقط ایک کپڑا میں کفنایا جائے۔

(بحرالرائق:۲/۳۱۱،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَوْ وُجِدَ طَرَفٌ مِنْ أَطْرَافِ إِنْسَانٍ أَوْ نِصْفُهُ مَشْقُوْقًا طُوْلًا أَوْ عَرْضًا يُلَفُّ فِيْ خِرْقَةٍ إِلَّا إِذَا كَانَ مَعَهُ الرَّأْسُ فَيُكَفَّنُ كمافى البدائع

انسانی اعضاء میں سے کوئی عضو یا اس کا نصف دھڑ لمبائی میں یا عرض میں سر کے بغیر ملا تو اسے ایک کپڑا میں لپیٹ کر دفن کیا جائے،اگر نصف دھڑ کے ساتھ سر ہو تو پھر(مکمل)کفن دیا جائے گا۔ (فتاویٰ شامی:۱/ ۶۳۸،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ سرخسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَإِذَا وُجِدَ عُضْوٌ مِنْ أَعْضَاءِ الْآدَمِيِّ كَيَدٍ أَوْ رِجْلٍ لَمْ يُغَسَّلْ وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ لَكِنَّهُ يُدْفَنُ لِأَنَّ

اَلْمَشْرُوْعَ الصَّلَاةُ عَلَى الْمَيِّتِ وَذٰلِكَ عِبَارَةٌ عَنْ بَدَنِهٖ لَاعَنْ عُضْوٍمِنْ أَعْضَائِهٖ وَلَعَلَّ صَاحِبَ الْعُضْوِحَيٌّ وَلَايُصَلّٰى عَلَى الْحَيِّ وَلَوْقُلْنَايُصَلّٰى عَلٰى عُضْوٍاِذَاوُجِدَلَكَانَ يُصَلّٰى عَلٰى عُضْوٍ آخَرَاِذَاوُجِدَايَضاًفَيُؤَدِّىْ اِلٰى تَكْرَارِالصَّلَاةِ عَلٰى مَيِّتٍ وَاحِدٍوَذٰلِكَ غَيْرُمَشْرُوْعٍ عِنْدَنَا وَقَالَ الشَّافِعِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُغْسَلُ مَاوُجِدَوَيُصَلّٰى عَلَيْهِ اِعْتِبَارًالِلْبَعْضِ بِالْكُلِّ فَاِنَّ لِاَطْرَافِ الْآدَمِيِّ حُرْمَةً كَمَالِنَفْسِهٖ

انسان کاہاتھ یاپاؤں،کوئی اورعضو ملے تواسے بلاغسل ونماز دفن کیاجائے،کیونکہ نمازمیت پرمشروع ہے اورمیت(فوت شدہ)انسان کے بدن سے عبارت ہے،انسان کے فقط کسی عضوکومیت نہیں کہاجاتا،نیز یہ بھی ممکن ہے کہ جس انسان کاعضو ملے وہ ابھی زندہ ہو(،ہسپتال میں زیرعلاج ہو)اورزندہ پرنمازنہیں پڑھی جاتی،اگرہمارے ائمہ اس بات کے قائل ہوجائیں کہ ملنے والے عضوپرنماز پڑھی جائے توممکن ہے کہ اسی کااورعضو ملےتواس پربھی نماز پڑھی جائےتواس طرح میتِ واحد پرنماز کاتکرارلازم آئے گااورتکرارالصلاۃ علی المیت ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک غیرمشروع ہے۔امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں''انسان کوجواعضاملیں ان پرنمازپڑھی جائے کیونکہ بعض کااعتبارکل والاہےاورانسانی اعضاء کی حرمت گویاکہ انسان کی حرمت ہے۔

معروف محقق علامہ وہبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

فَاِنْ سَقَطَ مِنَ الْمَيِّتِ شَيْءٌ كَأَسْنَانِهٖ غُسِلَ وَجُعِلَ مَعَهُ فِي الْكَفَنِ...وَيُجْعَلُ مَاأُخِذَمِنَ الشَّارِبِ وَالْأَظْفَارِوَشَعْرِالْاِبْطَيْنِ مَعَ الْمَيِّتِ كَعُضْوٍسَاقِطٍ،لِمَارُوِيَ أحمدمن حديث أُمِّ عطيه قَالَتْ''يُغْسَلُ رَأْسُ الْمَيِّتَةِ،فَمَاسَقَطَ مِنْ شَعْرِهَافِيْ أَيْدِيْهِمْ غَسَلُوْهُ ثُمَّ رَدُّوْهُ فِيْ رَأْسِهَا''وَلِأَنَّ دَفْنَ الشَّعْرِوَالظُّفْرِمُسْتَحَبٌّ فِيْ حَقِّ الْحَيِّ فَفِيْ حَقِّ الْمَيِّتِ أَوْلٰى وَيُعَادُغَسْلُ مَاأُخِذَمِنَ الْمَيِّتِ مِنْ شَعْرٍوَظُفْرٍلِقَوْلِ أُمِّ عطيه''غَسَلُوْهُ ثُمَّ رَدُّوْهُ''وَلِأَنَّ جُزْءً مِنَ الْمَيِّتِ كَعُضْوٍمِنْ أَعْضَائِهٖ.

میت سے کوئی عضوجداہوکراگرجائے ،جیساکہ دانت تواسے دھوکرمیت کے ساتھ رکھاجائے میت کی مونچھیں،ناخن اوربغل کے بال اگراتارلئے توانہیں میت کے ساتھ رکھاجائے،عضوِافتادہ کی مثل اس روایت کی وجہ سے جوحضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے کہا''میت کاسردھویاجائے،اس کے دوران جوبال سرسے جداہوجائیں،انہیں دھوکرمیت کے سرکے(متصل)رکھ دئے جائیں''اس کی دلیل یہ ہے کہ''زندہ آدمی کے بال اورناخن دفن کرنامستحب ہیں،تومیت کے بطریق اولیٰ مستحب ہوں گیاام عطیہ کے قول''غسلوہ ثم ردوہ''کی وجہ سے کیونکہ میت کی جزاس کے عضوکی مثل ہے۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ،۲/۸،۱۳۰،۴۱۲،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

☆اترك المستقبل حتى يأتي ولا تهتم بالغد لأنك اذا اصلحت يومك صلح غدك.☆